



سوال

(218) حقوق زوجیت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حقوق زوجیت

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

حقوق زوجیت

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں - خاوند اور بیوی کے مابین جو میل جول ہوتا ہے وہ تمام ارتباطات منزلہ سے بڑھ کر ہے۔ اور نفع بھی زیادہ ہے۔ حاجت بھی بہت ہے۔ کیونکہ تمام عرب و عجم کے قبائل کا یہی دستور ہے۔ کہ اتفاقات پورا اور کامل کرنے میں بیوی خاوند کی معاونت کرے۔ اور اس کے کھانے پینے اور لباس تیار کرنے کی منتکفل ہو۔ اور اس کے مال کو محفوظ اور اس کی اولاد کو حفاظت سے رکھے۔ اور بعد اس کے چلے جانے کے اس مکان میں اس کی قائم مقام رہے۔ اسی واسطے اکثر توجہ شراعی کی اسی طرف ہوتی۔ کہ حتی الامکان اس کا باقی رکھنا اور اس کے مقاصد کا بڑھانا اور اس کے مکدر کرنے اور باطل کرنے سے بیزاری چاہنا کسی ارتباط کے مقاصد کا پورا کرنا بدوں الفت کے مسکن نہیں ہو سکتا۔ اور الفت بغیر نصلت کے جس پر وہ خاوند بیوی لپٹنے آپ کو مجبور نہ کریں۔ نہیں حاصل ہو سکتی۔ لہذا حکمت کا مقتضی ہوا کہ اس نصلت کی طرف توجہ اور رغبت کی جائے۔ (حجۃ اللہ نمبر 505)

میں کہتا ہوں کہ ایماندار عورتوں کو چاہیے کہ امور شرعیہ میں اپنی شوہروں کی اطاعت کریں۔ اور ان کو خوب راضی رکھیں۔ خاوندوں کی ناخوشی اور خلاف ورزی والی باتوں سے بچیں اس لئے کہ خدا اور رسول ﷺ کی تابعداری کے بعد عورت کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ ایک حدیث یہ ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو كنت امر اعدان یسجد لاعدل امرت المرأة ان تسجد لزوجها (رواہ ترمذی)

”محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ کہ میں اگر کسی کو حکم کرتا سوائے اللہ کے کسی اور کو سجدہ کرنے کا تو بے شک عورت کو حکم کرتا کہ وہ لپٹنے خاوند کو سجدہ کرے۔“



عورت پر شوہر کا یہ حق ہے۔

کہ جب وہ لپٹے بستر پر اس کو بلاوے تو انکار نہ کرے۔ ورنہ شوہر اسی ناراضگی میں سو گیا تو عورت ملعون ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

یہ بھی حق ہے کہ وہ گھر میں بیٹھے خاوند کے حکم کے بغیر باہر نہ جاوے۔ درہچہ میں نہ آئے چھت پر نہ بڑھے۔ پڑوسیوں سے دوستی اور باتیں بہت نہ کرے۔ بلا ضرورت ان کے گھر نہ جائے۔ خاوند کی رازداندہ چیر کا خیال رکھے۔ کسی سے نہ لکے۔ شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ جو کچھ میسر ہو اسی پر قناعت کرے۔ زیادہ مطالبہ نہ کرے۔ لپٹے عزیزوں سے زیادہ خاوند کا حق نہ سمجھے احسان کی ناشکری نہ کرے۔ اور یہ نلکے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ہر وقت خرید و فروخت اور طلاق کا سوال بے سبب نہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں نگاہ کی تو بہت سی عورتوں کو دیکھا۔ اس کا سبب بیچھا تو فرمایا کہ خاوندوں پر لعن طعن اور ناشکری کرنے سے ان کا یہ حال ہے۔

شوہروں پر حقوق یہ ہیں۔

ستو صوا بالنساء خیر افانم خلقن من ضلم خان ذہبت تقیم کسر تہ وان ترک لم یزل اعوج ذاستو صوا بالنساء (بخاری و مسلم)

یعنی ”عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ پھر تو اس کو اگر سیدھا کرنے کا قصد کرو گے تو اس کو توڑ ڈالو گے اور اگر اسی حالت میں چھوڑ دو تو وہی پہلی کچی کی حالت باقی رہے گی۔ پس قبول کرو وصیت کو عورتوں کے معاملے میں۔“

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ بات مثل امر لازم کے ہو گئی ہے۔ اور بمنزلہ اس چیز کے ہو گئی کہ جو ایک شے کے مادہ میں ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ اور انسان جب مقاصد منزل کے پورا کرنے کا اس عورت سے قصد کرے۔ تو اس کی یہ بات ضروری ہے۔ کہ ادنیٰ ادنیٰ امور سے درگزر کرے۔ اور جو بات اپنی خلاف ورزی دیکھے اس پر اپنے غصے کو دا بے مگر ہاں جو نیک غیرت کے قبیل سے ہو یا کسی ظلم وغیرہ کا بدلہ لینا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں (حجۃ اللہ)

حدیث میں ہے عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو۔ کیونکہ خدا کی امان پر تم نے ان کو لپٹنے قبضے میں لیا ہے۔ اور خدا کے حکم سے تم نے ان کی شرمگاہوں کو لپٹنے لئے حلال کیا ہے۔ اور تمہارا ان پر یہ حق ہے۔ کہ تمہارے فرشوں پر کسی ایسے کو جگہ نہ دیں۔ جس سے تم بیزار ہو۔ پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو مارو مگر تھوڑا۔ اور تم ان پر کھانا اور پہننا حسب دستور واجب ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے۔ وعاشر وھن بالمعروف۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب وہ اصلی معاشرت بالمعروف ہے۔ کہ جس کی تفصیل آپ ﷺ نے کھانا اور کھلانے اور بیچنا بتا کر کرنے کے ساتھ بیان کی ہے۔ اور جو شرائع مستند الی الوحی ہیں ان میں ممکن نہیں کہ قوت کی جنس اور اس کی تعداد مقرر کر دی جائے۔ کیونکہ یہ بات ناممکنات سے ہے کہ تمام جہان کے لوگ ایک ہی چیز پر اتفاق کر لیں۔ اس لئے مطلق حکم کیا گیا ہے (حجۃ اللہ)

غرض یہ ہے کہ مردوں کو عورتوں کے حقوق کا خیال کرنا چاہیے۔ اور چاہیے کہ ان کے ساتھ حلم و بردباری سے زندگی بسر کریں۔ مفسی دل لگی اور خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کریں۔ حدیث میں بھی ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ دوڑی اور آپ ﷺ سے آگے نکل گئی مگر جب میں موٹی ہو گئی تو پھر ہماری دوڑ ہوئی مگر اب کے بار حضور ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میرا یہ آگے بڑھ جانا بدلے اس آگے نکل جانے کے ہے۔ (البدو اد)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ازواج مطہرات کے ساتھ بڑا سچا برتاؤ تھا۔ حسن خلق اور مہربانی کرنا حدیث سے صاف ظاہر ہے پس جو امور خلاف شرع نہ ہوں اور ان میں کسی طرح کے رسوائی و بدنامی اور گناہ عائد نہ ہوتا ہو تو پھر انہیں کی خوشی کو مقدم سمجھیں اور جہاں تک ممکن ہو ان کو راحت و آرام سے رکھیں۔ زندگی بھر نرمی و خوش خلقی کے ساتھ برتاؤ کیسا کریں۔ کہ دن بدن آپس میں محبت و الفت بڑھتی رہے اور یکس طرح کی رنجش و بے لطفی درمیان میں نہ آئے پائے اور با آرام زندگی بسر ہو جائے۔



یہ ہیں مختصر مسائل نکاح لیکن حقیقت یہ ہے کہ زمانہ حاضرہ میں نکاح کرنے سے پشمانی و حیرانی کے سوا کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔ اولاد جس کو عامہ نتیجہ سمجھتے ہیں وہ ایک منتر بے طعم اور فاکہ بے رائحہ ہے چاہے اولاد زکوٰۃ ہو یا اثاثہ الا ماشاء اللہ اس زمانے میں اولاد کا صاحب علم و عمل ہونا اور پابند سعادت رہنا۔ والدین کے حقوق کا عارف ہونا محالات سے ہو گیا ہے۔

ہذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امر تسری

جلد 2 ص 171

محدث فتویٰ